احمد ندیم قاسمی

(1916ء-2006ء)

سِفارِش

محلّے کی بڑی گلی کے موڑ پر تین چار تانگے ہر وقت موجود رہتے ہیں مگر اس روز میں موڑ پر آیا تو وہاں ایک بھی تانگا نہیں تھا۔ مجھے خاصی دور بھی جانا تھا اور جلدی بھی پہنچنا تھا، اس لیے تانگے کا انتظار کرنے لگا۔ تانگے تو بہت سے گزرے مگر سب لگے ہوئے تھے۔ اچانک میں نے فیکے کوچوان کو اپنی طرف آتے دیکھا تو پکارا ''بھئی فیکے تانگا کہاں ہے؟ تانگا لاؤ نا۔''

''تانگا تو بابو جی، آج نہیں جوڑا ہے۔'' فیکے نے جواب دیا۔

میں نے دیکھا کہ فیکا جو کوچوان کا کوچوان اور پہلوان کا پہلوان تھا اس نے آج شیو بھی نہیں بنوایا تھا۔ اس کی آنکھیں بھی سرے سے محروم تھیں اور بوٹی کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

''کیا بات ہے فیکے؟'' میں نے پوچھا۔

وہ بولا: ''بابو جی ایک کام ہے۔''

''ہاں ہاں کہو۔'' میں نے کہا

''کام یہ ہے بابو جی کہ آپ میرے بابا کو تو جانتے ہیں نا؟'' فیکا بولا۔ ''اس کی ایک آنکھ چلی گئی ہے۔''

''اوہو: مجھے دکھ ہوا۔ کیسے گئی؟ کیا کوئی حادثہ ہوا؟''

''جی نہیں'' فیکے کے چہرے پر بھول پن کا چھینٹا پڑ گیا۔

''لال لال تو وہ ہر وقت رہتی تھی اور اس میں سے پانی بہتا رہتا تھا۔ آپ تو جانتے ہیں۔ آپ تو بابا کے ساتھ کئی بار تانگے پر بیٹھے ہیں۔ تو بابو جی کل کیا ہوا کہ بابا مصری شاہ میں سے گزرا تو ایک حکیم سرمہ بیچ رہا تھا۔ بابا یہ سرمہ لے آیا اور ہمیں بتایا کہ اس سے آنکھ کی لالی جاتی رہے گی۔ حکیم نے خدا رسولؐ کی قسم کھا کے کہا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ نہ جائے تو قیامت کے دن مجھے گردن سے پکڑنا۔ میں نے بھی کہ دیا کہ حکیم خدا رسولؐ کو بیچ میں ڈال رہا ہے تو ذرا سا لگا لے۔ اماں نے بھی یہی صلاح دی۔ اُس نے ''لقمان حکیم، حکمت کا بادشاہ'' پڑھا اور آنکھ میں سلائی پھیر لی۔ بس پھر کیا تھا بابو جی، قسم کھا کر کہتا ہوں جب سے اب تک آنکھ گئی ہو۔ بابو جی، آپ تھک تو نہیں گئے؟ سگریٹ والے کی کرسی اٹھا لاؤں؟''

اس وقت فیکا مجھے ایسا لگا جیسے اس کے چوڑے چکلے سینے پر گُڈے کا حیران سر رکھا ہوا ہے۔ میں نے کہا: ''تم بھی حد کرتے ہو فیکے۔ اب آگے بھی کہو نا۔''

فیکے کی آنکھوں میں ممنونیت کی نمی جا گی ۔ وہ بولا: ''بس بابو جی خدا آپ کا بھلا کرے ۔ رات تو چیخ چاخ کے گزار دی ۔ پھر صبح کو محلّے کے سارے کو چوان اکٹھے ہوئے تو ان میں سے چچا شیدے نے کہا کہ پوست کے ڈوڈے پانی میں ابالو اور اسی پانی سے آنکھ دھوؤ۔ دھوئی پر بابا اسی طرح تڑپتا رہا۔ پھر کسی نے کہا کہ پالک کا ساگ اُبال کر باندھو، باندھا اور جب کھولا تو بابا نے صاف کہ دیا کہ اب کیا جتن کرتے ہو آنکھ کا دیا تو بجھ گیا۔ ہمارے گھر میں تو پٹس پڑ گئی بابو جی ۔ اُسے ایک ہسپتال میں لے گئے، پھر دوسرے میں لے گئے ۔ دونوں میں جگہ نہ تھی۔ دوپہر کو راج گڑھ کے ایک کوچوان نے بتایا کہ اس کا سالا میو ہسپتال[1] میں چوکی دار ہے۔ اُس کی سفارش سے جگہ تو مل گئی پر برانڈے میں۔ وہ بھی کوئی ایسی بات نہیں ۔ پر بابو جی شام ہونے کو آئی ہے اور ابھی تک کوئی ڈاکٹر تو کیا کوئی نرس بھی ادھر نہیں آئی ۔ آپ صاحب لوگ ہیں یہ دیکھیے ہاتھ باندھتا ہوں ۔ میرے ساتھ چل کر کسی ڈاکٹر سے یہ کہ دیجیے کہ صدقے مریض کو ذرا سا دیکھ لے۔''

میں نے کہا'' وہاں ایک ڈاکٹر ہے، ڈاکٹر عبدالجبار۔ ان سے میرا سلام کہو۔ کام ہو جائے گا۔ نہ ہوا تو کل میں تمھارے ساتھ چلوں گا۔ اس وقت مجھے ایک دعوت میں جانا ہے، نام یاد کرلو ڈاکٹر عبدالجبار۔''

فیکا میرے بہت سے شکریے ادا کر کے چلا گیا۔ پھر مجھے ایک خالی تانگا مل گیا۔ جب تانگا میو ہسپتال کے صدر دروازے کے سامنے سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ فیکا ایک چوکی دار سے باتیں کر رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ ڈاکٹر جبار کا پتا پوچھ رہا ہوگا۔ ایک بار جی میں آئی کہ ہسپتال جا کر جبار صاحب سے کہ دوں مگر اب تانگا آگے نکل گیا تھا اور مجھے پہلے ہی دیر ہو گئی تھی۔

کچھ دور جا کر گھوڑا پھسل کر گرا اور دس منٹ تک گرا رہا۔ پھر جب اٹھا اور چلنے لگا تو یکا یک جبار صاحب کا سکوٹر میرے تانگے کے قریب سے زن سے گزر گیا۔ ''جبار صاحب!'' میں چلایا مگر جبار صاحب میری آواز سے تیز نکلے۔

کوئی بات نہیں، میں نے سوچا، کل کہ دوں گا۔ کل پہلا کام ہی یہی کروں گا۔

رات کو میں گھر واپس آیا تو معلوم ہوا کہ فیکا کوچوان آیا تھا اور کہ گیا تھا کہ بابو آئیں تو مجھے بلا لیں۔

میں نے سوچا، اس وقت کون بلائے۔ اگر جبار صاحب ہسپتال ہی کو جا رہے تھے اور فیکے کا کام ہو گیا ہے تو شکریہ صبح قبول کرلوں گا اور اگر کام نہیں ہوا تو جو بھی کوشش ہوگی صبح ہی کو ہو گی۔

صبح کو میں ابھی بستر سے نہیں نکلا تھا کہ فیکے نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ معلوم ہوا کہ رات جبار صاحب ڈیوٹی پر نہیں تھے۔ ان کی ڈیوٹی آج دن کی ہے۔

''یعنی تمھارا باپ دسمبر کی اس سردی میں برآمدے ہی میں پڑا رہا؟'' میں نے اپنے انداز میں تشویش ظاہر کی۔

''جی ہاں'' وہ بولا'' مگر یہ تو کوئی ایسی بات نہیں بابو جی ۔ آپ نے ہمارا گھر نہیں دیکھا۔ دس سال سے چھپر میں پڑے ہیں۔''

''اور اس کی آنکھ؟'' میں نے پوچھا۔

---

[1] Mayo Hospital۔ لاہور کا سب سے بڑا ہسپتال جو دنیا بھر میں مشہور ہے۔

''وہ تو چلی گئی بابو جی۔'' فیکا یوں بولا جیسے اس کے باپ کی آنکھ کو ضائع ہوئے برسوں گزر چکے ہیں۔

میں نے کہا: ''جب آنکھ جا ہی چکی ہے تو بے چارے بڈھے کو ہسپتال میں کیوں گھسیٹتے پھرتے ہو؟ وقت بھی ضائع ہوگا روپیا بھی ضائع ہوگا۔''

فیکا بولا: ''بابو جی کیا پتا آنکھ کے کسی کونے کھدرے میں بینائی کا بھورا پڑا رہ گیا ہو۔ دیکھیے چولھا بجھ جاتا ہے تو جب بھی دیر تک راکھ میں ہاتھ نہیں ڈالتے۔ کیا پتا کوئی چنگاری سُلگ رہی ہو۔''

میں اس بات سے چونکا۔ آج تک فیکے نے مجھ سے صرف چارے کی مہنگائی اور آٹے میں ملاوٹ کے موضوع پر باتیں کی تھیں۔ پھر وہ عاجزی سے بولا ''ذرا سا میرے ساتھ چلیے۔''

میرے جسم میں نیند ابھی پوری طرح غائب نہیں ہوئی تھی۔ پھر نہانا تھا۔ شیو کرنا تھا۔ چائے پینی تھی۔ میں نے کہا'' میں تمھیں اپنا کارڈ دیے دیتا ہوں۔ وہ ڈاکٹر جبار کو دکھا دو۔ بڑے یار آدمی ہیں۔ فٹافٹ کام کر دیں گے۔ تمھارا باپ ایک بار وارڈ میں چلا جائے، پھر علاج کے لیے تو میں خود جا کر کہوں گا۔''

وہ مجھ سے کارڈ لے کر یوں چلا جیسے دنیا جہاں کی دولت سمیٹے لیے جا رہا ہے۔ میں نے کارڈ پر لکھ دیا تھا۔ جبار صاحب! اس کا کام کر دیجیے، بے چارا بڑا ہی غریب آدمی ہے۔ دعائیں دے گا۔ اور مجھے یقین تھا کہ کام ہو جائے گا۔ ڈاکٹروں کو صرف اتنا ہی تو دیکھنا تھا کہ آنکھ پوری طرح بجھ گئی ہے یا تھوڑی بہت رمق باقی ہے۔

میں دن بھر گھر سے غائب رہا اور فیکا دن بھر میرے گھر کے چکر کاٹتا رہا۔ شام کو اُس نے مجھے بتایا کہ'' جبار صاحب بیٹھے تو ہیں پر کوئی اندر نہیں جانے دیتا۔ کہتے ہیں باری سے آؤ اور میری باری آتی ہی نہیں۔ گھٹنا پاجامے میں سے جھانک رہا ہو تو باری کیسے آئے بابو جی۔''

فیکے نے مجھے ایک بار پھر چونکا دیا۔ نہ جانے پہلوان فیکے کے اندر یہ حساس فیکا اتنے برسوں سے کہاں چھپا بیٹھا تھا۔

میں نے وعدہ کیا کہ کل ضرور چلوں گا۔ اب تو شام ہو گئی ہے۔

دوسرے دن سویرے ہی مجھے شیخوپورے جانا پڑ گیا۔ رات کو واپس آیا تو معلوم ہوا کہ فیکا آیا تھا۔

اس کے بعد تین دن تک میں نے زیادہ وقت گھر میں گزارا مگر فیکا نہ آیا۔ چوتھے روز میں نے گلی کے موڑ پر ایک کوچوان سے فیکے کے باپ کا پوچھا تو معلوم ہوا کہ اسے وارڈ میں جگہ مل گئی ہے۔ اتنے میں فیکا بھی آنکلا۔ مجھے ذرا سی ندامت تھی، اس لیے جھوٹ بولنا پڑا۔ ''کیوں فیکے، جبار صاحب نے کام کر دیا نا؟''

وہ بولا۔ ''مگر بابو جی، وہ تو مجھ سے ملے ہی نہیں۔''

میں نے فوراً کہا۔ ''میں نے انھیں فون کر دیا تھا۔''

فیکے کا چہرہ ایک دم سرخ ہوگیا اور اس کی آنکھوں میں ممنونیت کی نمی جاگ اٹھی۔ ''جبھی میں کہوں نرس بار بار یہ کیوں کہہ رہی ہے کہ دیکھو، بڈھے کو تکلیف نہ ہو۔''

پھر میں وہاں سے چلا آیا۔ میرے قدم آہستہ آہستہ اٹھ رہے تھے مگر ذہن جیسے شکست کھا کر بھاگا جا رہا تھا۔ رات کو نیند نے ندامت دور کر دی مگر صبح ہی فیکا دروازے پر موجود تھا۔ بولا ''آپ کی مہربانی سے داخلہ تو مل گیا تھا پر اب انھوں نے بابا کو کوٹ لکھپت کے ہسپتال میں بھیج دیا ہے۔ یہ تو بڑا غضب ہوا بابو جی۔ آج میں اماں کو ساتھ لے کر گیا۔ دو روپے لگ ہو گئے۔ کچھ ہو سکے تو کیجیے۔''

میں نے کہا۔ ''میں ابھی جا کر ڈاکٹر جبار کو فون کرتا ہوں۔''

میں نے فون کیا بھی مگر ڈاکٹر صاحب مل نہ سکے۔ پھر مصروفیتوں میں بات آئی گئی ہوگئی۔ پانچ چھے روز بعد میں نے فیکے کو دیکھا تو سوچا کہ نظریں چُرا کے ساتھ والی گلی میں مڑ جاؤں اور وہاں سے بھاگ نکلوں۔ مگر فیکا لپک کر میرے پاس آیا اور بولا۔ ''بابو جی' سمجھ میں نہیں آتا آپ کے کس کس احسان کا بدلہ اتاروں گا۔''

جھوٹ نے میری ندامت کو کان سے پکڑ کر ایک طرف ہٹا دیا۔ ''واپس آگیا نا تمھارا بابا؟''

فیکا بولا۔ ''واپس بھی آگیا اور اپریشن بھی ہوگیا۔ جمعے کو پٹی کھل رہی ہے۔ دعا کیجیے۔''

میں نے کہا۔ ''اللہ رحم کرے گا۔''

پھر وہ جمعے کی شام کو آیا تو بولتے ہی زار زار رونے لگا۔ ''بابو جی غضب ہوگیا پٹی کھلی تو پتا چلا۔ ایک آنکھ تو گئی ہی تھی، دوسری پر بھی اثر پڑ گیا ہے۔ کہتے ہیں اب پہلے اپریشن کا زخم ملے تو دوسرا اپریشن ہوگا اور دوسری آنکھ کا بھی ہوگا۔''

میں نے اسے تسلی دی اور اسے ساتھ لے کر سامنے ہی ایک دکان سے ڈاکٹر جبار کو فون کیا مگر بدقسمتی سے وہ فون پر موجود نہ تھے۔ پھر میں نے اس سے وعدہ کیا کہ کل جا کر ڈاکٹر جبار سے ملوں گا۔ وہ ہسپتال میں نہ ہوئے تو انھیں گھر میں جا پکڑوں گا۔

دوسرے دن میں جا تو نہ سکا البتہ ڈاکٹر جبار کو فون ضرور کیا۔ وہ پھر غائب تھے۔

ادھر فیکا بھی غائب ہوگیا۔

شاید دو ڈھائی ہفتے بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ نوکر نے آکر بتایا کہ فیکا کوچوان آیا ہے۔ میں نے بھی اسے کھڑکی میں سے دیکھ لیا۔ بالکل ہلدی ہو رہا تھا۔

میں نے نوکر سے پوچھا۔ ''کیا تم نے اسے بتا دیا ہے کہ میں موجود ہوں؟''

''جی ہاں۔'' نوکر بولا۔ ''بس میرے منہ سے نکل گیا۔''

''بڑے احمق آدمی ہو۔'' میں نے اسے ڈانٹا اور کہا۔ ''جاؤ کہ دو کپڑے بدل رہے ہیں۔ آتے ہیں۔''

کپڑے تو میں نے بدل رکھے تھے البتہ میں اپنے تیور بدلنے کی کوشش کرنے لگا۔ پھر اچانک خیال آیا کہ کتنا چھوٹا آدمی ہوں دو پیسے یا دو روپے یا چلو دو لاکھ کی بھی بات نہیں۔ دو آنکھوں کی بات ہے اور میں جھوٹ بولے جا رہا ہوں۔ مجھے فیکے کے سامنے اعتراف کر

لینا چاہیے کہ میں تمھارے لیے کچھ نہیں کر سکا۔ پھر میں نے وہ فقرے سوچے جو مجھے فیکے کے سامنے اس انداز سے ادا کرنے تھے کہ اسے سچی بات بھی معلوم ہو جائے اور اسے دکھ بھی نہ ہو۔

میں باہر آیا تو فیکا بولتے ہی زار زار رونے لگا۔ بابو جی' کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ، کچھ سمجھ میں نہیں آتا............ ''اس کی آواز بھرا گئی۔

میرے سوچے ہوئے فقرے ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے بمشکل میں نے کہا۔ ''فیکے بات یہ ہے فیکے کہ...... بات یہ ہے......''

آنسوؤں سے بھیگا ہوا، بچوں کی طرح گول گول سرخ چہرہ لیے فیکا اٹھا اور بولا'' بابو جی! کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ میں شکریہ ادا کروں تو کیسے کروں۔'' میرا ابا ٹھیک ہو گیا ہے۔ اس کی دونوں آنکھیں ٹھیک ہو گئی ہیں۔ اُسے بینائی اللہ نے دی ہے اور آپ نے دی ہے۔ آپ نے مجھے خرید لیا ہے بابو جی۔ قسم خدا کی میں عمر بھر آپ کا نوکر رہوں گا۔''

اور میں نے ایک بہت لمبی، بہت گہری سانس لے کر کہا۔'' کوئی بات نہیں فیکے۔ کوئی بات نہیں۔''

(کپاس کا پھول)

مشق

1- افسانہ'' سفارش'' پیشِ نظر رکھتے ہوئے درج ذیل جملے مکمل کریں۔

i- جی نہیں فیکے کے چہرے پر............ کا چھینٹا پڑ گیا۔

ii- فیکے کی آنکھوں میں............ کی نمی جاگی۔

iii- کیا پتا آنکھ کے کسی کونے کھدرے میں............ کا بھورا پڑا رہ گیا ہو۔

iv- گھٹنا پا جامے میں سے............ رہا ہو تو باری کیسے آئے بابو جی۔

v- جھوٹ نے میری............ کو کان سے پکڑ کر ایک طرف ہٹا دیا۔

2- ''سفارش'' کا متن مدِ نظر رکھتے ہوئے درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں جو تین سطور سے زائد نہ ہوں۔

i- فیکے کے باپ کی بینائی کیوں جاتی رہی؟

ii- سفارش کرنے والے نے 'کارڈ' پر کیا لکھا؟

iii- سفارش کرنے والے نے فیکے کی موجودگی میں ڈاکٹر جبار کو کب فون کیا؟

iv- سفارش کرنے والے نے اپنے نوکر کو کیوں ڈانٹا؟

v- فیکے نے عمر بھر مصنف کا نوکر رہنے کا اعلان کیوں کیا؟

3- ''سفارش'' کا مرکزی خیال تحریر کریں۔

4- ''سفارش'' کا خلاصہ تحریر کریں جو افسانے کے اصل متن کے ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو۔

5- سیاق وسباق کے حوالے سے درج ذیل پیراگراف کی تشریح کریں:

فیکے کی آنکھوں میں ممنونیت کی نمی جاگی............ مریض کو ذرا سا دیکھ لے۔